بسنت .... کیا کھویا؟ کیا پایا؟

صوبائی دارالحکومت کے مختلف علاقوں میں بسنت کے روز مجموعی طور پر دس جانیں ضائع ہوگئیں۔ تین سو افراد زخمی ہوئے، تندی کا استعمال اور فائرنگ ہوتی رہی۔ وطن عزیز میں حکومت کر سرپرستی اور عوام کے تعاون سے ایک ہندوانہ تہوار بسنت کو اس کروفر اور اسراف کے ساتھ منایا گیا کہ عیدالاضحیٰ کا اسلامی تہوار بھی پس منظر میں چلا گیا۔ جس خوشی کے حصول میں دس خاندانوں میں صفِ ماتم بچھ جائے، سینکڑوں زخمی ہو جائیں، کروڑوں روپیہ محض لہو ولعب کی نذر ہو جائے، بے حیائی کے کاموں کو ترویج ملے اور کروڑوں روپے کی مالیت کے قیمتی الیکٹرونکس جل جائیں، اس کے منانے سے کیا حاصل؟ اخباری اطلاعات میں یہ بھی بتایا گیا کہ بسنت کو پتنگ بازی سے شراب و شباب کی محفلوں تک پھیلانے میں حکومت نے اپنے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ذریعے بھرپور کردار ادا کیا۔ شاہی قلعے میں سرکاری چھت کے نیچے جو کچھ ہوا، کیا اسے بھی بسنت کی مجبوری کہیں گے؟ اس دوران طبقۂ شرفاء اور وہ غریب لوگ جو بسنت منانے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے، نے بسنت کے اختتام پر سکھ کا سانس لیا۔ لاہور جہاں قرارداد پاکستان منظور ہوئی، اس رقص کی تجربہ گاہ بنا دیا گیا ہے۔ ایک سی ایس پی آفیسر جنہیں طاؤس و رباب کی سرپرستی اور شرفاء کے ٹھکانوں کو برائی و فحاشی کے اڈے بنانے میں کمال مہارت حاصل ہے، خوب خوب قوم کے خون پسینے کی کمائی نام نہاد ثقافتی سرگرمیوں پر اڑا رہے ہیں۔ بسنت میں بھی انہوں نے اپنا کردار ادا کیا اور اس پاک وطن کے سبز کلچر کو زرد بسنتی رنگ دینے میں آگے آگے رہے۔ ناظم راولپنڈی طارق کیانی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس ہندوانہ تہوار کی تمام تقریبات منسوخ کر دی ہیں اور پولیس کو سختی سے ہدایت کی ہے کہ وہ کسی کو بسنت کے نام پر تہوار منانے کا موقع فراہم نہ کرے اور قانون کا سختی سے نفاذ کرے۔ پاکستان کی سویلین حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس پاک سرزمین کی نظریاتی اساس کو منہدم نہ ہونے دے اور کلمہ طیبہ **لاالہ الا اللہ** کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے اس خطے کو لہو ولعب اور بالخصوص بسنت جیسے خالص ہندوانہ تہوار کی دھرتی نہ بنائے۔

(بشکریہ: روزنامہ ''نوائے وقت'' اداریہ)